نام کتاب : مقام حدیث

نام مولف : عبدالباسط الخطیب

طابع : اقصیٰ پرنٹرز، اسلام آباد

قیمت : ۲۴ روپے

ملنے کا پتہ : جامع مسجد فاروق اعظم الیف-۷/۳، اسلام آباد

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم الانبیاء و المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ تعالی نے انبیاء و رسل کی ایک بہت بڑی تعداد انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کی غرض سے مبعوث فرمائی۔ ان میں سے محض تین سو تیرہ یا تین سو پندرہ پیغامبر ایسے تھے جو رسول کے مرتبہ پر فائز تھے باقی تمام پیغامبر رسول نہیں تھے بلکہ انھیں صرف نبوت عطا ہوئی تھی اور وہ نبی کہلاتے تھے۔

نبی اللہ تعالی کی طرف سے فرستادہ اس ہستی کو کہتے ہیں جسے باری تعالی نے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیئے مبعوث کیا ہو اور بذریعہ وحی وقتاً فوقتاً خود اس کی رہنمائی فرماتے رہے ہوں۔ لیکن نبی کو کوئی کتاب، صحیفہ یا زبور دے کر نئی شریعت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا۔

اس کے برعکس رسول اس نبی کو کہتے ہیں جسے نئی شریعت دی گئی یا پھر پہلے سے موجود شریعت میں ضروری ترمیمات کے لیئے کوئی کتاب، صحیفہ یا زبور دے کر مبعوث کیا گیا۔

مندرجہ بالا فرق کو واضح کرنے کی ضرورت اس لیئے پیش آئی کہ اللہ تعالی کی طرف سے رسولوں کو کتاب، صحیفہ یا زبور (تینوں طرح کے مجموعہ ہائے کلام الٰہی کا ذکر قرآن میں مذکور ہے) دے کر ارسال کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے ان پر خود اپنا کلام وحی کی مختلف شکلوں کے ذریعے نازل فرمایا جبکہ انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالی نے مذکورہ بالا صورتوں میں خود اپنا کلام نازل نہیں کیا (اور اگر نازل کیا تو لوگوں تک اس کلام کو جوں کا توں پہنچانا لازم نہیں ٹھہرایا) بلکہ بذریعہ وحی انھیں ہدایات دیدی جاتی تھیں اور وہ انبیاء کرام اپنی زبان میں یہ ہدایات لوگوں تک منتقل کر دیتے تھے۔

اس طرح رسل علیہم السلام پر نازل کردہ کُتُب، صُحُف اور زُبُر سماوی تو اللہ تعالیٰ کے اپنے کلام پر مشتمل ہوتے تھے جبکہ انبیاء علیہم السلام کی زبان اطہر سے جاری ہونے والے فرمودات اللہ کا کلام ہونے کی بجائے انبیاء کا خود اپنا کلام ہوتا جو بہر صورت وحی الٰہی سے مستفاد ہوتا تھا۔

اس فرق کے باوجود ہر رسول اور نبی کی امت میں یا تو ایسے لوگ گزرے ہیں جنھوں نے ان کے پیغام کو سرے سے ماننے سے انکار کر دیا یا پھر ایسے لوگ تھے جو پوری طرح ان پر ایمان لائے اور ان کی ہر بات اور ہدایت پر بلاچوں و چرا عمل کیا۔ تاریخ سے ہمیں کسی ایسے فرقے کا پتہ نہیں چلتا جس نے ان پر نازل کردہ کلام الٰہی کو ماننے سے تو اتفاق کیا ہو مگر ان کے اپنے فرمودات و ارشادات کو حجت تسلیم کرنے سے انکار کر کے انھیں مسترد کر دیا ہو۔

یہ ضرور ہوا کہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ یہودیوں نے اللہ کے کلام اور انبیاء و رسل علیہم السلام کی اپنی طرف سے جاری کردہ ہدایات کو اس طرح یکجا کر دیا کہ اب کلام اللہ اور ان کے کلام میں امتیاز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

یسوع مسیح کے نام لیواؤں نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کلام الٰہی میں آپ کے پیروکاروں کے کلام، فرمودات اور آراء تک کو شامل کر کے کتاب مقدس کا جز ولاینفک بنا دیا ہے۔

امت مسلمہ کی یہ خوش قسمتی اور خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ایسا انتظام کر دیا تھا کہ کلام الٰہی اور وحی الٰہی سے مستفاد کلام و سنت رسول آپس میں خلط ملط نہ ہونے پائیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کی کتب مقدسہ کی حالت کو دیکھتے ہوئے اپنے کلام کو کلام اللہ کے ساتھ تحریر کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ دراصل شروع شروع میں کتابت حدیث سے ممانعت کے پیچھے یہی حکمت کارفرما تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے سامنے کلام اللہ الگ مصحف کی شکل میں موجود ہے اور کتب حدیث الگ مجموعوں کی صورت میں دستیاب ہیں۔

جن اہل علم اور صاحبان بصارت و بصیرت کے سامنے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں رہی انہوں نے کبھی بھی حجیت حدیث سے انکار نہیں کیا۔ مگر امت مسلمہ میں علمی بصیرت اور روحانی فیض سے بے بہرہ لوگوں کا ایک طبقہ ایسا بھی رہا ہے جس نے اس حقیقت سے صرف

نظر کر کے احادیث کو تسلیم کرنے سے کسی نہ کسی بہانے انکار کیا ہے۔

فتنہ انکار حدیث کے موضوع پر علماء امت نے بہت کچھ لکھا ہے اور ٹھوس علمی دلائل سے اس فتنہ کا توڑ پیش کیا ہے۔ اس موضوع پر اب ایک قابل قدر علمی ذخیرہ موجود ہے۔ پاکستان کے حوالہ سے غلام احمد پرویز اور ان کا ادارہ اس موضوع پر کتابوں' رسالوں اور مضامین کی شکل میں حجیت و صحت حدیث کے انکار کی حمایت میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ جبکہ حجیت حدیث کے موضوع پر صبحی صالح المحمصانی کی کتاب کا عربی سے اردو ترجمہ اور مولانا تقی عثمانی صاحب کی اردو اور انگریزی میں تحریر شدہ کتابیں اور ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی کی کتاب نہایت ہی وقیع اور اہم مقام کی حامل کتب ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب ۶۸ صفحات پر مشتمل ایک چھوٹا سا کتابچہ ہے جسے محترم عبدالباسط الخطیب نے تحریر کیا ہے جو اسلام آباد کی ایک ممتاز دینی درس گاہ میں تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے اردو دان طبقہ کے لیئے اس موضوع پر یہ مختصر سی کتاب لکھ کر اپنی دینی حمیت کا ثبوت دیا ہے ۔ یہ کتاب اپنے اختصار کے باوجود جامعیت کی حامل ہے اور اس موضوع کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرتی نظر آتی ہے۔ کتاب کے فاضل مولف نے عقلی و نقلی دلائل سے منکرین حجیت و صحت احادیث کے دلائل کا توڑ نہایت علمی انداز میں پیش کیا ہے۔ خود قرآن کریم اور ارشادات نبوی سے استدلال کے ساتھ ساتھ ائمہ امت و علماء ملت کی وقیع آراء سے مزین یہ کتاب اس سلسلہ کی ایک موثر کڑی اور ایک مفید اضافہ ہے۔ ہم فاضل مولف کو ان کی اس کاوش پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اگرچہ بقول مولف کتاب' انہوں نے اسے عام فہم انداز میں تحریر کیا ہے تاکہ عام تعلیم یافتہ لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں مگر انہوں نے بہت سے الفاظ اور عبارات اس کتاب میں ایسی شامل کی ہیں جو عام فہم نہیں کہلائے جا سکتے۔ ہاں اگر ان کی جگہ دوسرے سادہ الفاظ استعمال کئے جاتے تو یہ دعوی بجا ہوتا۔ جیسے صفحہ ۷ پر "اھلی گدھا" اور "معاہد کا لقطہ"۔ صفحہ ۸ پر "مشاہدہ شاہد ہے" ۔ صفحہ ۱۱ پر "وحی متلو" اور "وحی غیر متلو" ۔ صفحہ ۳۷ پر لفظ "مبرھن" اور "کلام ذی وجوہ" اور صفحہ ۴۵ پر "انابت الی اللہ" وغیرہ بطور مثال پیش کی جا سکتی ہیں۔

قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ شاید کسی قدیم ترین اردو ترجمہ سے لیا گیا ہے اور اس میں

ضروری علامات اوقاف بھی نہیں لگائے گئے جسکی وجہ سے کسی عبارت کے ترجمہ سے جو مقاصد وابستہ ہوتے ہیں نہ صرف وہ پورے نہیں ہوئے بلکہ کلام الٰہی پر دور قدیم کے کاہنوں کے مبہم اور بے ربط کلام کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ ذرا سورۃ تحریم کی آیت ۳ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

"اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات پھر جب اس نے خبر کر دی اس کی اور اللہ نے جتلائی نبی کو وہ بات ' تو جتلائی نبی نے اس میں سے کچھ اور ٹلا دی کچھ پھر جب جتلائی عورت کو بولی تجھ کو کس نے بتلا دی ہے یہ کہا مجھ کو بتایا ہے اس خبر والے واقف نے"

اس عبارت میں علامت وقفہ "،" صرف ایک جگہ استعمال ہوا ہے اور بالکل پتہ نہیں چلتا کہ کس کی بات کہاں ختم ہوئی اور کس نے کیا کہا۔ حالانکہ علامات اوقاف کا استعمال اس عبارت کو قابل فہم بنا سکتا تھا۔ اس کے مقابلے میں احادیث کا ترجمہ کہیں بہتر اور عام فہم ہے۔ نیز بعض آیات کے کچھ حصوں کا ترجمہ بھی غلط کیا گیا ہے۔

اسی طرح اس کتاب میں آیات و احادیث اور دیگر عربی عبارتوں میں بھی اغلاط بکثرت ہیں۔ بعض مقامات پر آیات کا درمیانی حصہ چھوڑ کر ان کا ابتدائی حصہ آخری حصہ سے ملا دیا گیا ہے اور چھوڑی ہوئی عبارت کے لیئے طے شدہ طریقہ کار کے مطابق نقطے یا لمبی لکیر نہیں لگائی گئی ہے۔

صفحہ ۴۳ پر " وقل جاء الحق و زهق الباطل' ان الباطل كان زهوقا" میں "زهق" اور "زهوقا" کے کلمات کو "ز" کی بجائے "ذ" سے لکھا گیا ہے۔ صفحہ ۶۶ پر درج عربی اشعار کو عام نثر کے انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔

آیات و احادیث اور عربی عبارات کے ترجمہ کو مولف نے اپنی تحریر کے ساتھ اس طرح ملا کر لکھا ہے کہ ایک عام قاری کے لیئے یہ مشکل ہو گا کہ وہ ان میں امتیاز کر سکے۔

مولف نے اگرچہ کتاب کو حوالہ جات سے مزین کیا ہے تاہم حوالہ جات کی ترتیب درست نہیں رکھی گئی جس کی وجہ سے حوالہ جات کا جو مقصد ہوتا ہے وہ پورا نہیں ہوا۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ اس طرح کی خامیاں عام طور پر دینی و علمی نوعیت کی کتابوں میں

آج کل زیادہ پائی جا رہی ہیں۔ کیا ہی بہتر ہو اگر ہم اپنی تحریروں کو نہایت توجہ اور محنت سے درست کر کے اغلاط سے مبرا چھپوانے کا اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ڈاکٹر عبدالرحیم اشرف بلوچ)